احکام و مسائل

گاڑیوں کے حادثات؛ اسباب، اقسام اور احکام

علامہ محمد بن صالح العُثَیْمِیْن رحمہ اللہ (ترجمہ و تقدیم: جناب محمد سرور)

شریعت میں اِنسانی جان کو بہت حرمت حاصل ہے۔ مقاصدِ شریعت بیان کرنے والے علماء نے ضروریاتِ خمسہ، یعنی دین، جان، عقل، نسل اور مال میں دوسرے درجے پر اِنسانی جان کو رکھا ہے۔

ہمارے ہاں ٹریفک حادثات میں آئے روز نہایت قیمتی جانیں ضایع ہوتی ہیں اور عام طور پر کسی کی معمولی کوتاہی یا بے پروائی ان حادثات کا سبب بنتی ہے، لیکن انسانی جانوں کو اپنی معمولی سی بے پروائی کی بھینٹ چڑھا دینے والے جلادوں اور سرپھروں کی زجر وتوبیخ کے لیے ہمارے ہاں کوئی موثر قانون موجود نہیں ہے۔ عام طور پر ٹریفک حادثے کے ذریعے کسی کی جان لینے والا اپنا ''ڈرائیونگ لائسنس'' دکھا کر چھوٹ جاتا ہے اور مقتول کے ورثاء بھی ''آئی کو کون ٹال سکتا ہے'' جیسا کوئی رواجی جملہ دہرا کر مقدمے کی پیروی چھوڑ دیتے ہیں اور قاتل کسی نئے شکار کی تلاش میں نکل کھڑا ہوتا ہے۔

یہ صورتِ حال بے حد سنگین ہے اور اس کی روک تھام کے لیے کوئی موثر قانون ہونا چاہیے۔ دنیوی سزا کا خوف ہی ایسے بے فکروں کو اس جرم سے باز رکھ سکتا ہے۔

علامہ ابن باز اور علامہ البانی رحمہما اللہ کا ایک دلچسپ واقعہ:

یہاں اس موضوع پر موجودہ دور کے دو بڑے علماء علامہ ابن باز اور علامہ البانی رحمہما اللہ کے مابین پیش آنے والے ایک لطیفے کا ذکر خالی از فائدہ نہیں ہوگا۔ کہا جاتا ہے کہ علامہ البانی رحمہ اللہ گاڑی برق رفتاری سے چلاتے تھے۔ ایک دن ان کے ساتھ بیٹھے ایک طالبِ علم نے انھیں علامہ ابن باز رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ بتایا کہ ان کے نزدیک گاڑی کو اتنا تیز دوڑانا کہ میٹر سرخ اِشارہ دینے لگے، حرام ہے۔ اس پر علامہ البانی رحمہ اللہ بولے کہ یہ تو اس آدمی کا فتویٰ ہے جسے کبھی گاڑی چلانے کا تجربہ نہیں ہوا (کیوں کہ علامہ ابن باز رحمہ اللہ نابینا تھے)۔ طالبِ علم نے علامہ البانی رحمہ اللہ کا یہ تبصرہ علامہ ابن باز رحمہ اللہ کے گوش گزار کیا تو شیخ ہنستے ہوئے کہنے لگے کہ انھیں بھی میری یہ بات پہنچا دینا کہ آپ کا فتویٰ ایک ایسے آدمی کا فتویٰ ہے جسے کبھی دیت دینے کا تجربہ نہیں ہوا!

علامہ ابن باز رحمہ اللہ نے یہ بات اگرچہ مزاح کے پیرایے میں ارشاد فرمائی تھی، لیکن مبنی بر حقیقت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قتلِ خطا میں کفارہ اور دیت واجب قرار دی ہے، تاکہ لوگوں کی بے اِحتیاطی اِنسانی جانوں کے ضیاع کا سبب نہ بنے۔ دنیوی عدالت سے کتاب اللہ کے خلاف فیصلہ لے کر کوئی اللہ کی عدالت سے نہیں بچ سکتا۔ آسمان والا قاضی بہر حال، جلد یا بہ دیر، اپنا فیصلہ ضرور نافذ کرتا ہے۔

ٹریفک کے حادثات سے ہونے والی اموات کے احکام و مسائل سے متعلق علامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ کا ایک مختصر، مگر نہایت اہم فتویٰ ہے جس کا میں نے اسی نیت سے ترجمہ کیا ہے کہ شاید کچھ بے فکرے لوگ شیخ رحمہ اللہ کے اس فتوے کو پڑھ کر قتلِ خطا کی سنگینی سے واقف ہو جائیں اور لوگوں کی جانوں کے ساتھ کھیلنے سے باز آ جائیں اور اللہ تعالیٰ میرے لیے اس کا اجر لکھ دے۔

علامہ عثیمین رحمہ اللہ کی کتابوں اور فتووں کو دیکھنے والے لوگ جانتے ہیں کہ شیخ رحمہ اللہ کو اللہ تعالیٰ نے علمِ دین و فقہِ اسلامی میں رسوخ سے نوازا تھا۔ وہ دین کے متعلق گفتگو کرنے میں بے حد محتاط تھے اور کوشش کرتے تھے کہ ان کی زبان سے نکلنے والا ایک ایک لفظ کسی شرعی دلیل پر قائم ہو۔ اِجتہادی عصمت تو نبی کے علاوہ کسی مجتہد کو حاصل نہیں، لیکن ان کے الفاظ وکلمات اور جملوں میں وہ بے احتیاطی ہرگز نہیں پائی جاتی جو ہمارے برصغیر کے بیشتر علماء کا طرۂ امتیاز بن چکی

ہے، لہٰذا شیخ رحمہ اللہ کے اس فتوے کو پڑھ کر ممکن ہے کہ کسی نوجوان کو یہ بھی پتا چلے کہ عالم کون ہوتا ہے، وہ دین کے متعلق کس احساسِ ذمہ داری سے بات کرتا ہے اور ''انبیاء علیہم السلام کے وارثین'' کا لقب کن لوگوں پر جچتا ہے، تاکہ وہ انبیاء علیہم السلام کے حقیقی ورثاء کو پہچان کر کسی اناڑی کے ہاں اپنا دین وایمان گروی رکھنے سے بچ جائے۔ (محمد سرور)

فتویٰ:

شیخ رحمہ اللہ کے فتوے کا ترجمہ درج ذیل ہے:

الحمد لله رب العالمين، وأصلي وأسلم على نبينا محمد صلی اللہ علیہ وسلم وعلى آله وصحبه أجمعين، وبعد!

ڈرائیوروں کی کثرت کے سبب گاڑیوں کے حادثات بہت بڑھ گئے ہیں۔ ڈرائیوروں کی تین اقسام ہیں:

① ایسے ڈرائیور جو گاڑی چلانے میں مہارت رکھتے ہیں۔ اس کی ذمہ داریوں اور قوانین سے بھی واقف ہیں اور حتی المقدور ان کو نبھاتے بھی ہیں۔ یہ لوگ گاڑی چلانے کے اہل ہیں۔

② ایسے ڈرائیور جنھیں گاڑی چلانے کی مہارت حاصل نہیں ہے اور اس کے قوانین اور پابندیوں سے بھی واقف نہیں ہیں۔ یہ لوگ اس کے اہل نہیں ہیں اور اگر یہ گاڑی چلاتے ہیں تو تفریط (کوتاہی) کے مرتکب ہیں۔

③ تیسری قسم ان ڈرائیوروں کی ہے جنھیں گاڑی چلانے کی مہارت تو حاصل ہے اور اس کی پابندیوں اور قوانین سے بھی واقف ہیں، لیکن ان پر عمل نہیں کرتے، بلکہ ان کو توڑتے ہیں۔ اور جو قانون شکنیاں یا حادثات ان سے صادر ہوتے ہیں، ان کی کوئی پروا نہیں کرتے۔ یہ لوگ خود اپنے بھی مجرم ہیں اور دوسروں کے بھی۔

چونکہ یہ معاملہ بہت سنگین ہے، لہٰذا میں کہتا ہوں کہ گاڑیوں کے حادثات سے ہونے والے نقصان کی دو اقسام ہیں:

پہلی قسم:

یہ ہے کہ ان لوگوں میں سے کسی کو نقصان پہنچے جو اپنے اختیار سے اور گاڑی کے ڈرائیور کی اجازت (یا رضامندی) سے گاڑی پر سوار ہوئے ہوں۔ یہ لوگ ڈرائیور کو اپنی جانیں اور اپنا سامان بطور امانت سونپتے ہیں اور وہ اپنی پیشہ ورانہ مہارت کے ساتھ ان کے لیے بطور ''امین'' گاڑی چلاتا ہے۔ اس صورت میں حادثہ چار حالتوں سے خالی نہیں ہوگا:

پہلی حالت: ڈرائیور کی ''تعدی'' (قانون شکنی) کی وجہ سے حادثہ رونما ہو، مثلاً: وہ گاڑی پر اتنا زیادہ بوجھ لاد لے کہ حادثے کا سبب بن جائے، یا گاڑی اتنی تیز دوڑائے کہ وہی تیزی حادثے کا سبب بنے، یا اسے ایسی بلندی پر چڑھائے جہاں چڑھانے میں خطرہ ہو، یا ایسی جگہ پر اُتارے جہاں اُتارنے میں خطرہ ہو، یا بغیر ضرورت کے پوری طاقت سے بریک دبائے اور اسی وجہ سے حادثہ رونما ہوجائے۔

دوسری حالت: ڈرائیور کی کوتاہی کی وجہ سے حادثہ ہو۔ پہلی حالت میں اور اس میں فرق یہ ہے کہ ''تعدی'' ایسے فعل کا نام ہے جس کا کرنا درست نہ ہو اور ''کوتاہی'' اس فعل کو چھوڑنے کا نام ہے جس کا کرنا واجب ہو، مثلاً: دروازہ بند کرنے میں، یا ٹائروں میں ہوا بھروانے، یا کسی ایسے پُرزے کو کسوانے میں جس کا کسوانا ضروری ہو، کوتاہی کرے اور یہی کوتاہی حادثے کا سبب بن جائے۔

ان دونوں حالتوں میں ڈرائیور پر قتل کا کفارہ واجب ہوگا، یعنی ہر مرنے والی محترم جان کے بدلے وہ ایک غلام آزاد کرے گا۔ اگر اس کی طاقت نہ ہو تو بغیر ناغہ کیے دو مہینوں کے لگاتار روزے رکھے گا، البتہ اگر کوئی شرعی عذر ہو تو ناغہ کر سکتا ہے، مثلاً: سفر یا بیماری۔ علاوہ ازیں جو مال ضایع ہوا ہو، اس کا تاوان بھی ڈرائیور کے ذمے ہوگا اور مرنے والوں کی دیت بھی اس کے ورثاء کے ذمے ہوگی۔

تیسری حالت: ڈرائیور کے کسی ایسے فعل کی وجہ سے حادثہ

ہو جائے جس سے اس کا مقصد خطرے سے بچنا ہو، مثلاً: اس کے سامنے اچانک کوئی ایسی چیز آ جائے جس کے ساتھ تصادم کی صورت میں اسے نقصان کا اندیشہ ہو، یا اس کے دائیں بائیں اس طرح کوئی چیز آ جائے کہ وہ گاڑی روک نہ سکے اور خطرے سے نکلنے کے لیے گاڑی ایک جانب موڑ دے جس سے حادثہ پیش آ جائے، یا مثلاً سڑک پر اچانک کوئی گہرا گڑھا آ جائے اور وہ اس سے بچنے کے لیے گاڑی ایک جانب موڑ دے اور اسی موڑنے سے حادثہ پیش آ جائے۔

چوتھی حالت: حادثے کی وجہ ڈرائیور کا کوئی فعل نہ ہو، مثلاً: گاڑی کا ٹائر پھٹ جائے جس سے کمانی ٹوٹ جائے، یا پل سے گزرتے ہوئے پل گر جائے اور ڈرائیور کو پہلے سے اس پل کی خراب حالت کا علم نہ ہو۔

ان دونوں (تیسری اور چوتھی) حالتوں میں اس پر کوئی کفارہ یا تاوان نہیں پڑے گا کیوں کہ پہلی صورت میں اس نے بحیثیتِ امین کے خطرے سے بچنے کے لیے اپنی ذمہ داری نبھائی ہے، لہٰذا وہ محسن ہے (اور محسنوں کے متعلق اللہ کا فرمان ہے):

﴿مَا عَلَى الْمُحْسِنِينَ مِنْ سَبِيلٍ﴾ [التوبة: ٩١]

''محسنین پر کوئی اِلزام نہیں۔''

اور دوسری صورت میں وہ ''امین'' ہے جس سے کسی تعدی یا کوتاہی کا صدور نہیں ہوا، لہٰذا اس کے ذمے کچھ نہیں ہے کیوں کہ اس کا کوئی فعل اس حادثے کا سبب نہیں بنا۔

دوسری قسم:

گاڑیوں کے حادثات کی دوسری قسم یہ ہے کہ گاڑی میں سوار لوگوں کے بجائے کسی اور کو نقصان پہنچے۔ اس کی دو حالتیں ہیں:

پہلی حالت: جس کو نقصان پہنچا ہو، وہی حادثے کا سبب بنا ہو اور ڈرائیور کے پاس اس سے بچنے کا کوئی راستہ نہ ہو، مثلاً: اس کی سائیڈ پر اس کے بالکل سامنے سے کوئی گاڑی آ جائے اور اس سے گریز اس کے لیے ممکن نہ ہو، یا کوئی آدمی اس طرح اچانک اس کے سامنے آ جائے کہ اس کو بچانا اس کے لیے ممکن نہ ہو۔

اس حالت میں ڈرائیور پر کوئی ذمہ داری نہیں ہوگی کیوں کہ حادثے کی زد میں آنے والا شخص خود اپنے قتل کا یا اپنے نقصان کا سبب بنا ہے۔ اور مخالف سمت سے آنے والا ڈرائیور حادثے کا ضامن ہوگا کیوں کہ وہ ایسی سمت پر گاڑی چلا رہا تھا جس پر چلانے کا حق اسے حاصل نہیں تھا (مراد یہ ہے کہ وہ ون وے کی خلاف ورزی کرتے ہوئے حادثے کا سبب بنا ہے)۔

دوسری حالت: نقصان پہنچانے والا حادثے کا سبب بنا ہو، مثلاً: سڑک پر سامنے چلتے ہوئے کسی آدمی کو روند دے، یا کسی درخت سے یا دروازے سے ٹکرا جائے، یا گاڑی بیک کرتے ہوئے کسی آدمی کو یا کسی دوسری چیز کو نقصان پہنچا دے۔

اس حالت میں وہ اس مال کا تاوان دے گا جو ضایع ہوا ہو، اس پر قتل کا کفارہ بھی پڑے گا اور اس کے ورثاء کے ذمے دیت بھی ہوگی، اگر چہ یہ کام اس سے غیر اِرادی طور پر خطاءً سرزد ہوا ہے۔ ''المغنی'' میں (علامہ ابن قدامہ رحمہ اللہ نے لکھا) ہے کہ

"الخطأ أن يفعل فعلا لا يريد به إصابة المقتول فيصيبه ويقتله، مثل أن يرمي صيدا أو هدفا فيصيب إنسانا فيقتله." (المغني: ٢٧٢/٨)

''قتلِ خطا سے مراد یہ ہے کہ آدمی کوئی ایسا فعل کرے جس سے اس کا مقصد مقتول کو نقصان پہنچانا نہ ہو، لیکن ایسا ہو جائے اور مقتول قتل ہو جائے، جیسے: شکار یا کسی دوسری چیز پر نشانہ لگائے، لیکن وہ نشانہ کسی انسان کو جا لگے اور وہ مر جائے۔''

اس کے بعد اُنھوں نے امام ابن منذر رحمہ اللہ سے نقل کیا ہے کہ اس بات پر ان اہلِ علم کا اجماع ہے جن کے قول کا اعتبار کیا جاتا ہے۔ مزید کہا ہے کہ

"فهذا الضرب من الخطإ تجب به الدية على العاقلة والكفارة في مال القاتل بغير خلاف نعلمه ." (أيضا)

یعنی اس طرح کے قتلِ خطا میں دیت قاتل کے ورثاء کے ذمے ہوگی اور کفارہ قاتل کے مال سے ادا کیا جائے گا۔ اس میں ہمیں کسی کا اختلاف معلوم نہیں ہے۔

اسی طرح "الروض المربع" اور اس کی اصل "المقنع" میں لکھا ہے:

"من قتل نفسا محرمة أو شارك في قتلها مباشرة أو تسببا بغير حق، فعليه الكفارة، وتتعدد بتتعدد قتل." ("الروض المربع" شرح "زاد المستقنع" المختصر من "المقنع"، ص: ٦٥٩، ٦٦٠، ملخصا)

''جس نے کسی محترم جان کو ناحق قتل کیا، یا اس کے قتل میں شریک ہوا، بلا واسطہ یا سبب بن کر، اس پر کفارہ واجب ہے۔ اور جتنے مقتول ہوں، کفارے بھی اتنے ہی ہوں گے۔''

ایک اِشکال اور اس کا جواب:

اگر کہا جائے کہ قتلِ خطا میں دیت اور کفارہ کیسے پڑسکتا ہے، جب کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا ہے:

﴿لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ فِيْمَآ اَخْطَاْتُمْ بِهٖ وَلٰكِنْ مَّا تَعَمَّدَتْ قُلُوْبُكُمْ﴾ [الأحزاب: ٥]

''تم سے بھول چوک میں جو کچھ ہو جائے، اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں، البتہ گناہ وہ ہے جس کا تم اِرادہ دل سے کرو۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کو یہ دعا تلقین فرمائی ہے:

﴿رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْ اَخْطَاْنَا﴾ [البقرة: ١٨٦]

''اے ہمارے رب! اگر ہم بھول جائیں یا ہم سے خطا ہو جائے تو ہمارا مواخذہ نہ فرما۔''

اور اس دعا کو قبول کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ یہ بھی فرما چکا ہے کہ "قد فعلت."

''میں نے ایسا کر دیا۔''

جیسا کہ امام مسلم رحمہ اللہ نے اپنی صحیح میں یہ روایت بیان کی ہے۔ (ملاحظہ ہو صحیح مسلم: کتاب الایمان، باب بیان تکلیف اللہ مایطاق، رقم: ۱۲۶)

تو اس کے جواب میں ہم کہیں گے کہ قتلِ خطا میں دیت اور کفارے کے واجب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ خود اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

﴿وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِنًا خَطَـًٔا فَتَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ مُّؤْمِنَةٍ وَّدِيَةٌ مُّسَلَّمَةٌ اِلٰٓى اَهْلِهٖٓ﴾ [النساء: ٩٢]

''جو شخص کسی مسلمان کو بلا قصد مار ڈالے، اس پر ایک مسلمان غلام کی گردن آزاد کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو خون بہا پہنچانا ہے۔''

اور اللہ تعالیٰ نے قتلِ خطا اور قتلِ عمد میں فرق بھی کیا ہے۔ قتلِ خطا میں صرف کفارہ اور دیت واجب کی ہے اور قاتل کو وعید نہیں سنائی، دوسری طرف قتلِ عمد میں اگر مقتول کے ورثاء معاف نہ کریں تو قصاص بھی واجب قرار دیا ہے اور قاتل کو یہ وعید بھی سنائی ہے:

﴿وَمَنْ يَّقْتُلْ مُؤْمِنًا مُّتَعَمِّدًا فَجَزَآؤُهٗ جَهَنَّمُ خٰلِدًا فِيْهَا وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَلَعَنَهٗ وَاَعَدَّ لَهٗ عَذَابًا عَظِيْمًا﴾ [النساء: ٩٣]

''اور جو کوئی کسی مومن کو قصداً قتل کر ڈالے، اس کی سزا دوزخ ہے جس میں وہ ہمیشہ رہے گا، اُس پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہے، اُسے اللہ تعالیٰ نے لعنت کی ہے اور اس کے لیے بڑا عذاب تیار رکھا ہے۔''

اس بنیاد پر کفارے کے وجوب کے لیے قتل اور غیر قتل کی خطا میں فرق کیا جائے گا (یعنی اگر غلطی سے قتل ہوجائے تو مواخذے کے طور پر کفارہ اور دیت واجب ہوگی، لیکن اگر غلطی سے اللہ کے کسی دوسرے حکم کی خلاف ورزی ہوجائے تو کوئی مواخذہ نہیں ہوگا) کیوں کہ قتل کا معاملہ نہایت سنگین ہے اور اس کی اہمیت بہت زیادہ ہے۔

گاڑی چلانے والوں کی ذمہ داریاں:

اس لیے گاڑیوں کے ڈرائیوروں کو درج ذیل اُمور کا بہت زیادہ خیال رکھنا چاہیے:

① گاڑی چلانے کی ذمہ داری اس وقت تک نہ سنبھالیں جب تک اس کے پورے ماہر نہ ہوں اور اس کی اہلیت نہ رکھتے ہوں۔

② ضرورت کے وقت اپنی گاڑیوں کا معائنہ کریں اور کوئی خرابی جو خطرے کا سبب بن سکتی ہو، اسے درست کرنے میں ہرگز کوتاہی نہ کریں کیوں کہ اللہ کا فرمان ہے:

﴿وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ﴾ [النساء: ٢٩]

''اور اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔''

③ گاڑی چلاتے وقت تہوّر (عجلت بازی اور عاقبت نااندیشی) سے کام نہ لیں کہ سپیڈ لمٹ (متعین رفتار) ہی سے تجاوز کر جائیں۔

④ گاڑی پر اتنا بوجھ نہ لادیں جو اس کی مجوزہ حد سے زیادہ ہو کیوں کہ یہ خطرے کا سبب ہے۔

⑤ رُکنے اور چلنے، یا دائیں بائیں مڑنے اور گاڑی کی مقررہ سمت کے لیے جو قوانین بنائے گئے ہوں، ان کی پابندی کریں۔

⑥ جب گاڑی پر سوار ہوں تو یہ کلمات کہیں (سواری پر بیٹھ کر یہ دعا پڑھنا مسنون ہے):

((سُبْحَانَ الَّذِيْ سَخَّرَ لَنَا هٰذَا وَمَا كُنَّا لَهُ مُقْرِنِيْنَ، وَإِنَّا إِلٰى رَبِّنَا لَمُنْقَلِبُوْنَ. اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ، اَللّٰهُ أَكْبَرُ. سُبْحَانَكَ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ فَاغْفِرْ لِيْ، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ.)) (سنن أبي داود: كتاب الجهاد، باب ما يقول الرجل إذا ركب، رقم: ٢٦٠٢)

''پاک ہے وہ ذات جس نے اس سواری کو ہمارے لیے مسخر کیا اور ہم اس پر قابو پانے والے نہ تھے اور بے شک ہم اپنے رب کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ ہر تعریف اللہ کے لیے ہے، ہر تعریف اللہ کے لیے ہے، ہر تعریف اللہ کے لیے ہے۔ اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے۔ (اے اللہ!) تُو پاک ہے، بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے، سو مجھے بخش دے، یقیناً تیرے سوا گناہوں کو کوئی نہیں بخشتا۔''

آخر میں میں اللہ تعالیٰ سے سوال کرتا ہوں کہ سب کو خیر اور صحیح کام کی توفیق دے اور جس کام میں شر اور بگاڑ ہو، اس سے سب کو بچائے۔

نوٹ: علامہ عثیمین رحمہ اللہ کا یہ فتویٰ جامعہ امام محمد بن سعود (الریاض) کے ترجمان ''مرآۃ الجامعۃ'' (۲۰ شعبان ۱۴۰۹ھ) میں شائع ہوا تھا جس کا اُردو ترجمہ مع تکمیلِ حوالہ جات نذرِ قارئین کیا گیا ہے، والحمد للہ علی ذلک۔

❀❀❀

تصحیح

رواں جلد کے شمارہ: ۴ کے صفحہ: ۱۰، کالم: ۲ میں بحوالہ تفسیر توضیح القرآن دیے گئے ایک اقتباس کی نسبت سہواً غلط طور پر مولانا عبدالرشید راشد ہزاروی رحمہ اللہ کی طرف ہوگئی، جب کہ ''تفسیر توضیح القرآن'' کے مولف مولانا عبدالرشید ایک دوسرے عالمِ دین ہیں۔ اِدارہ اس سہو پر معذرت خواہ ہے اور نشان دہی پر مولانا اِرشاد الحق اثری حفظہ اللہ کا ممنون ہے، جزاه الله تعالى خير الجزاء.

قارئینِ کرام تصحیح فرمالیں۔ **(ادارہ)**